صَرف میں غیروں کی پیروی کے نقصانات اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی تعلیمات کی روشنی میں تدارک کے جہات

Demerits of the consumption methods following the non-believers and reasons in the prevention methods of Hazrat Umar (RA)

مقالہ نگار: **کلیم اللہ**

ریسرچ سکالر، شعبہ علوم اسلامیہ و تحقیق، یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی، بنوں

Kaleemsaad313@gmail.com

معاون مقالہ نگار: **ڈاکٹر عرفان اللہ**

اسسٹنٹ پروفیسر

شعبہ علوم اسلامیہ و تحقیق، یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی، بنوں

Drirfankhan661@gmail.com

ABSTRACT

Islam is a religion of Nature that covers all aspects of life and guides human being to right path amid ups and downs in one's life. But Human intellect and comprehension have limited capacities which can understand conditions or benefits of any situation or commodity for the time being. On the other hand, teachings of the Qur'an and Sunnah are framed in accordance with the nature of human being and since Allah Almighty is the Creator of the entire Universe including the Nature so Allah had commanded to lead life in light of the His divinely inspired principles to get real success. Concept of Halal and Haram plays central role in evolving or driving attitude of a consumer with Islamic ideology. In the prevalent worldly economic system which mainly focuses on means as to how quickly satisfy desires and demands of a consumer irrespective of concept of Halal and Haram. In this context, if a consumer finds more satisfaction in having one glass of wine than milk, the consumer in question would opt for wine and would consider him or herself as successful after having his desires met within his available resources. Moreover, this particular attitude of the same consumer would be called rational act and logical because he or she gets more satisfaction, he or she was struggling or longing for. While Islam focuses on real welfare and success of an Islamic principles-inspired consumer. The consumer with Islamic belief would prefer to get real success here and hereafter by following teachings of Islam which provide for carrying out commandments of Allah and his Holy

Prophet (Peace Be upon Him) while dealing in any aspect of life. Accordingly, the consumer will go for satisfying or fulfilling his or her economic requirements while keeping in view Halal and Haram concept as per Islamic injunctions to get real success. However, a consumer could evolve a combination of the both approaches and attitudes to get real success as per Islamic injunctions. So in this article, we would elaborate and discuss the subject threadbare to how one can make combination of the both approaches to get one's economic requirements and demands met and achieve real success in this world and hereafter.

Keywords: Halal, Haram, Consumption, Demerits, Qur'an, Sunnah.

تمہید

اسلامی جذبہ سے معمور صارف کے طرز عمل کے تعین کرنے میں حلال وحرام کے تصورات کو بڑی اہمیت حاصل ہے، مروجہ مادہ پرستانہ معیشت کے دائرہ میں صارف کا مطمع نظر اپنی مادی احتیاجات کو پورا کر کے زیادہ سے زیادہ افادہ (Utility) یا تسکین حاصل کرنا ہوتا ہے۔احتیاجات کی نوعیت اور انہیں پورا کرنے والے ذرائع کے جائز اور ناجائز ہونے سے اسے کوئی بحث نہیں ہوتی۔ کسی صارف کو شراب کے ایک گلاس سے دودھ کی نسبت اگر زیادہ تسکین حاصل ہوتی ہے تو شراب کا استعمال ایک عمل معقول (Rational Act) تصور کیا جائے گا، گویا صارف کا مقصود اپنے وسائل سے زیادہ سے زیادہ مادی تسکین حاصل کرنا ہے۔یہی اس کی فلاح کا پیمانہ اور معیار ہے۔اسلام کا نقطہ نظر اس سے مختلف ہے۔اسلام کے نزدیک صارف کا نصب العین زیادہ سے زیادہ حقیقی فلاح (Real Welfare) کا حصول ہے۔جو دنیاوی اور اخروی فلاح کا مجموعہ ہوتا ہے۔اس نصب العین تک رسائی حلال وحرام کی حدود کو ملحوظ رکھ کر ہی حاصل ہو سکتی ہے۔ حرام اور ممنوعہ احتیاجات اور وسائل خواہ کتنے ہی پر کشش اور لطف لذت کا باعث بننے والے ہوں وہ زیادہ سے زیادہ فلاح کا نصب العین سے صارف کو ہمکنار نہیں کر سکتے۔زیادہ سے زیادہ تسکین نفسی کے ساتھ اگر اللہ کی ناراضی ملی ہوئی ہو تو صارف کی حقیقی فلاح کا پلڑا ہلکا ہو گیا۔زیادہ سے زیادہ حقیقی فلاح کے حصول کی صرف اور صرف ایک شکل ہے کہ صرف اشیاء رضائے الٰہی کے تابع ہو اور حرام سے بچ کر حلال دائرہ کے اندر ہو۔اسلامی نقطہ نظر سے صارف کا یہ رویہ عمل معقول (Rational Act) کہلانے کا مستحق ہے۔ حرام وحلال کی حدود میں رہتے ہوئے صارف اپنے وسائل کے استعمال کے مختلف اشتراک (Combination) بنا سکتا ہے اور توازن کا ایسا نقطہ حاصل کر سکتا ہے جو اسے زیادہ سے زیادہ حقیقی فلاح سے ہمکنار کرنے والا ہو۔اس آرٹیکل میں اسی تناظر میں بحث کی جائے گی کہ صرف میں ہم کونسا طریقہ اختیار کریں جس سے زیادہ سے زیادہ حقیقی فلاح (Real Welfare) کا حصول ممکن ہو سکے۔

صرف، خرچ میں تقلید اور پیروی

صرف اور خرچ میں دوسروں کی پیروی تین طرح کی ہے:

- ❖ خرچ اور صرف میں پیروی مسلمانوں کی معاشرتی اعتبار سے
- ❖ خرچ اور صرف میں پیروی کافروں کی معاشرتی اعتبار سے
- ❖ تنعمات اور تعیشات (Luxuries) والوں کی پیروی

1۔ خرچ اور صرف میں مسلمانوں کی معاشرتی پیروی

اسلامی معاشرے میں بعض افراد کے صرف کے طریقے بہت برے پائے جاتے تھے اور پھر یہ برے طریقے دوسرے مسلمانوں میں بطور پیروی سرایت کرتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کا بہت خدشہ رہتا تھا کہ مسلمان صرف میں برے طریقے سے متاثر نہ ہو جائیں اسی لئے مسلمانوں کو صرف کے برے طریقوں سے بچانے کے لئے آپ رضی اللہ عنہ نے کئی طرح کے وسائل استعمال کئے تھے اسی تناظر میں آپ مسلمانوں کو منع کرتے تھے کہ ایسے لوگوں پر نہ گزرو جو دستر خوان کے پجاری ہوں۔

آپ فرماتے: قال عمر: «يا معشر الناس لا تمروا على أصحاب الموائد، إن اشتهيتم اللحم مرة بلحم، مرة بسمن، مرة بزيت، مرة بملح[1]» اے لوگوں! تم دستر خوان والوں پر نہ گزرو تم اپنا اشتہاء کبھی گوشت، کبھی گھی، کبھی زیتون اور کبھی نمک سے پوری کرو۔

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا مقصد اپنے آپ کو ان لوگوں سے بچانا تھا کہ ان کے دستر خوان پر کئی قسم کے لگے ہوئے کھانوں سے متاثر نہ ہو سکیں اور وہ انہی کی طرح خرچ کرنے پر مجبور نہ کریں۔

جیسے روایت میں آتا ہے، قال الهرمزان لعمر ﷺ: ايذن لي أصنع طعاما للمسلمين؟ قال: إني أخاف أن تعجز، قال: لا، قال: فدونك، قال: فصنع لهم ألوانا من حلو وحامض، ثم جاء إلى عمر ﷺ فقال: قد فرغت فأقبل، فقام عمر ﷺ وسط المسجد فقال: «يا معشر المسلمين، أنا رسول الهرمزان إليكم» فاتبعه المسلمون، فلما انتهى إلى بابه قال للمسلمين: مكانكم، ثم دخل فقال: أرني ما صنعته، ثم دعا، أحسبه قال، بأنطاع، فقال: ألق هذا كله عليها، واخلطوا بعضه ببعض، فقال الهرمزان: إنك تفسده، هذا حلو وهذا حامض، فقال عمر ﷺ: «أردت أن تفسد على المسلمين، ثم أذن للمسلمين فدخلوا فأكلوا» [2]۔ "ہرمزان نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اجازت مانگی کہ مسلمانوں کے لئے کھانا بناؤں (کھانے کی دعوت دوں) آپ نے فرمایا: مجھے خدشہ ہے کہ تم اس سے عاجز ہو جاؤگے، ہرمزان نے کہا: نہیں، آپ نے کہا: پھر تمہیں اجازت ہے، کہتے ہیں کہ ہرمزان نے کئی قسم کے میٹھے اور نمکین کھانے بنائے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا: میں نے تیار کیا اور آگے آیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسجد کے وسط میں کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے: اے

مسلمانوں کی جماعت! میں ہرمزان کی طرف سے قاصد ہوں، مسلمان آپ کے پیچھے روانہ ہوئے، جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہرمزان کے گھر کے دروازے پر پہنچے تو مسلمانوں سے کہا: اپنی جگہ پر ٹھہرو، پھر آپ خود (اکیلے) داخل ہوئے اور ہرمزان سے کہا: مجھے دکھاؤ آپ نے کیا تیار کیا ہے؟ راوی کے گمان کے مطابق دستر خوان منگوایا اور کہا: اس پر تمام کھانے ڈال دو اور تمام کھانوں کو ایک دوسرے میں خلط ملط (گڈ مڈ) کردو، ہرمزان نے کہا: اسی طرح کھانے خراب ہو جائیں گے یہ علیحدہ میٹھا ہے اور یہ علیحدہ نمکین ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں مسلمانوں کو خراب کردوں۔ پھر مسلمانوں کو اجازت دی، وہ اندر آئے اور کھانا کھانے لگے "۔

2۔ خرچ اور صرف کے طریقہ کار میں کافروں کی معاشرتی پیروی سے اجتناب

یہ تقلید اور پیروی ماقبل پیروی اور تقلید سے زیادہ خطرناک ہے کیونکہ ماقبل طریقہ کار کی وجہ سے صرف اور خرچ میں اسراف اور توسع ہو سکتا تھا اور اس میں فقراء کو اغنیاء کی پیروی کرنے سے اجتناب وغیرہ مقصد تھا، جبکہ خرچ میں کافروں کی معاشرتی پیروی کرنے کی وجہ سے صرف اقتصادی نقصان نہیں بلکہ امت کے عقیدے، اخلاقیات اور استحکام کے لئے نقصان ہوتا ہے، اسی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اس بارے میں موقف بہت سخت تھا۔ ذیل میں اس کی مثالیں ذکر کی جاتی ہیں۔

1۔ سوید بن غفلۃ فرماتے ہیں ہم یرموک میں شریک ہوئے، عن سويد بن غفلة، قال: شهدنا اليرموك فاستقبلنا عمر وعلينا الديباج والحرير، فأمر فرمينا بالحجارة قال: فقلنا ما بلغه عنا؟ فنزعناه وقلنا كره زينا، فلما استقبلنا رحب بنا ثم قال: «إنكم جئتموني في زي أهل الشرك[3] "حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہمارا استقبال کیا اور ہمارے اوپر ریشم کے کپڑے تھے، اس نے حکم دیا تو ہم نے پتھر پر مار دیئے، ہم نے کہا: ہمارے بارے کس نے بتایا؟ کہتے ہیں: پھر ہم نے اتار دیئے، ہم نے کہا: ہمیں اس سے مزین ہونا پسند نہیں، پھر جب ہمارا استقبال کیا تو ہمیں مرحبا کہا، پھر کہا: تم میرے پاس مشرکین کے لباس میں آئے تھے"۔

دوسری روایت میں ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم لباس میں مشرکین کے ساتھ مشابہت نہ کرو کیونکہ یہ ان کے لئے دنیا میں ہے اور تمہارے لئے آخرت میں"۔

2۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب مجاہدین بھجواتے تھے تو انہیں سختی کے ساتھ ہدایت فرماتے کہ خرچ اور صرف میں کافروں کی پیروی سے اپنے آپ کو بچا کے رکھنا۔ آپ فرماتے: وإياكم والتنعم، وزي أهل الشرك، ولبوس الحرير، فإن رسول الله ﷺ نهى عن لبوس الحرير»[4] "تم اپنے آپ کو ناز ونعمت سے بچاؤ، مشرکین کے لباس اور ریشم کے استعمال سے بچاؤ"۔

دوسری روایت میں ہے: "تم عجمیوں کے اخلاق سے اپنے آپ کو بچاؤ اور جبار/متکبر لوگوں کی ہم نشینی اور صلیب اٹھانے سے بچاؤ اور اس دستر خوان سے بچاؤ جس پر شراب پیئے جاتے ہوں۔ مزید کہا: وذروا التنعم وزي العجم، وإياكم وهدي العجم، فإن شر الهدي هدي العجم[5] "ناز و نعمتیں چھوڑو، عجمیوں کی لباس اور عجمیوں کے پیروی سے کیونکہ بدترین پیروی عجمیوں کی ہے"۔

3۔ روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب شام کی طرف نکلے تو بصریٰ کے قسطنطین نے عرض کیا کہ آپ اور آپ کے اصحاب کے مہمان نوازی کرناچاہتاہوں، ثم بدا لعمر ﷺ فقال: لا يتبعني أحد، ثم مضى هو والنبطي، فلما دخل الكنيسة إذا هو بالستور والبسط وقباب الخبيص والمجمر، فقال للنبطي: ويلك لو نظر من خلفي إلى ما هاهنا أفسدت علي قلوبهم، اهتك ما أرى، قال: يا أمير المؤمنين، إني أحب أن تنظروا إلى نعمة الله علي، فقال له: «إن أردت أن نأكل طعامك فاصنع ما آمرك» ، فهتك الستور ونزع البسط، وأخرج عنه المجمر، ثم قال له: «اخرج إلى رحالنا فأتني بأنطاع» ، فأخذها عمر ﷺ فبسطها في الكنيسة، ثم عمد عمر ﷺ إلى ذلك الخبيص وما كان هنا فعكس بعضه على بعض، فجعل يحمل بيديه ويجعله على الأنطاع، ثم قال: «ادع الناس» ، فجاءوا فجثوا على ركبهم وأقبلوا يأكلون، فربما وقعت القطعة من الخبيص في فم الرجل فيقول: إن هذا طعام ما رأيناه، فقال عمر رضي الله عنه: «ويحك أما تسمع؟ كيف لو رأوا ما رأيت؟[6]» "حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اتفاق کیاجب نبطی نے مکان اور کھانا تیار کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو پہلے داخل ہونے کی اجازت نہیں دی پہلے خود داخل ہوئے، جب آپ نے پردے، شمعیں اور مختلف قسم کے کھانے دیکھے، تو نبطی سے کہا: افسوس ہو تیرے لئے! میرے پیچھے لوگوں نے اگر یہ دیکھا تو ان کے دل خراب کروگے، پھر اسے پردے پھاڑنے، قالین ٹوٹنے اور شمعیں نکالنے کا کہا، پھر چمڑے کے دستر خوان منگوا کر مختلف قسم کے کھانوں کو گڈمڈ (خلط ملط) کردئے، پھر کہا: لوگوں کو بلاؤ۔ وہ اندر آئے اور زانو پر بیٹھ کر کھانا کھاناشروع کردیا کبھی کبھار کسی آدمی کی منہ میں حلوے کا ٹکڑ واقع ہوجاتا، تو کہتے :ایسا کھاناہم نے نہیں دیکھا ہے ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے: خداتمہارا بھلا کردے! کیاتم سناتے ہو؟ (کیا کہتے ہو) اگر وہ چیزیں دیکھتے جو میں نے دیکھا؟"۔

یہ بھی مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شام کے بڑوں میں سے کسی کی دعوت قبول کرنے سے انکار کیا تھا، اور فرمایا: ہم تمہارے کنیسوں میں ان تصویروں یعنی مورتیوں کی وجہ سے داخل نہیں ہوتے۔

4۔ فلما اقتربوا من المدينة هيئوا الهرمزان بلبسه الذي كان يلبسه من الديباج والذهب المكلل بالياقوت واللآلئ. ثم دخلوا المدينة وهو كذلك فتيمموا به منزل أمير المؤمنين، فسألوا عنه..... وكثر الناس فاستيقظ عمر بالجلبة فاستوى جالسا، ثم نظر إلى الهرمزان، فقال:الهرمزان؟ قالوا: نعم. فتأمله وتأمل ما عليه ثم قال: أعوذ بالله من النار وأستعين بالله. ثم قال: الحمد الله الذي أذل بالإسلام هذا وأشياعه، يا معشر المسلمين تمسكوا بهذا الدين،

واهتدوا بهدي نبيكم، ولا تبطرنكم الدنيا فإنها غدارة. فقال له الوفد: هذا ملك الأهواز فكلمه. فقال: لا حتى لا يبقى عليه من حليته شيء. ففعلوا ذلك وألبسوه ثوبا صفيقا[7]

"جب ہرمزان کو مدینہ کے قریب لے آیا تو انہوں نے مدینہ میں داخل ہونے کے لئے خوب تیار کیا اسے ریشم کے ایسے کپڑے پہنائے جس میں یاقوت اور موتی لگے ہوئے تھے جب ہرمزان مدینہ میں داخل ہوا تو لوگ اس پر جمع ہوئے اور اس کی طرف دیکھ کر تعجب کرتے، جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو فرمایا: میں آگ سے اللہ کے ذریعے پناہ مانگتا ہوں اور اللہ کی مدد چاہتا ہوں، پھر فرمایا: حمد ہے اللہ کے لئے جس نے اس کو اور اس جیسے دوسروں کو ذلیل کیا، اے مسلمانوں کی جماعت! اس دین کے ساتھ چمٹے رہو اور نبی کے راستے پر چلو اور تمہیں دنیا دھوکہ میں نہ ڈالے کیونکہ یہ بے وفاء ہے، وفد نے کہا: یہ اہواز کا بادشاہ اس سے بات کیجئے! آپ نے فرمایا: نہیں، (اس وقت تک بات نہیں کروں گا) جب تک اس سے یہ چیزیں دور نہ کی جائے، انہوں نے اس طرح کیا اور اسے موٹے کپڑے پہنادئے"۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب ہرمزان کو دیکھا جس پر سونا چاندی وغیرہ تھا لوگ اس کے ارد گرد جمع تھے اور تعجب کے نظر سے دیکھ رہے تھے، آپ نے چاہا کہ میں انہیں یاد دلاؤں کہ جو تم دیکھ رہے ہو یہ دنیا کی معمولی متاع ہے دائمی نعمتیں، دنیا اور آخرت کی کامیابی دین اور حضرت محمد ﷺ کے طریقوں پر چلنے میں ہے اور یہ جو تم دیکھ رہے ہو یہ تمہیں دھوکہ میں نہ ڈالے، گویا مسلمانوں کو اس ایت مبارکہ کی طرف متوجہ کرنا ہے (باری تعالیٰ کا ارشاد ہے (وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَاۙ لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى)[8]

یہاں پہ دنیا اور اہل دنیا کو نظر تعجب سے دیکھنے سے منع آیا ہے یا ان کے جو احوال ہیں اور دنیا کے مختلف کھانوں، زرق برق کپڑوں، مزین گھروں اور مختلف قسم کے سواریوں میں مگن اور مدہوش ہیں ان کو بھی تعجب کی نظر سے نہ دیکھا جائے۔ لہذا جب ان کی طرف تعجب نظر سے دیکھنا منع ہے تو اس کے ساتھ دل لگانا، ان کے نقش قدم، طریقہ کار یا ان کی معیشت و اقتصاد اختیار کرنے سے بطریق اولیٰ ممانعت ہوگی۔

ماقبل آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کفار کے طریقے پر خرچ کرنے کے برے اثرات معلوم تھے نیز یہ برے اثرات صرف اقتصادی جانب پر نہیں بلکہ اخلاقی، معاشرتی اور اجتماعی احوال پر بھی اثر انداز ہو سکتے ہیں۔

3۔ آرائش و تعیشات (Luxuries) پر مداومت اختیار کرنے سے ممانعت

نفوس کو عیش و عشرت اور تن آسانی بنانے کے نقصانات کا اندازہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تھا اسی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسلمانوں کو خوش عیشی، تن آسانی ترک کرنے اور نفوس کو مشکلات کے جھیلنے کے عادی بنانے کی دعوت دیتے تھے تاکہ انہیں استغناء حاصل ہو اور زمانے کے مشکلات جھیل سکے۔ آپ فرماتے: سادہ اور سختی کے عادی بنو کیونکہ نعمتیں ہمیشہ نہیں ہوتیں۔

آپ عیش و عشرت اور تن آسانی پر مداومت اختیار کرنے سے منع کرتے، خود بھی جفاکشی اختیار کرتے اور اپنے عمال کو بھی یہی طرز اختیار کرنے کی ہدایت دیتے: وكان عمر ﷺ مخشوشنا في أكله ولباسه وكذلك في كتابه إلى أهل البصرة إياكم والتنعم وزي العجم واخشوشنوا [9] "اپنے آپ کو عیش و عشرت کی زندگی اور عجمیوں کے لباس سے بچاؤ اور سادہ زندگی گزارو"۔

آپ امت کو گوشت کھانے پر ہمیشگی اختیار کرنے سے منع کرتے اور لوگوں کو واضح الفاظ سے فرماتے جیسے روایت میں ہے: أن عمر بن الخطاب قال: إياكم واللحم. فإن له ضراوة كضراوة الخمر[10]. "گوشت سے بچو کیونکہ اس کا چسکہ شراب کی طرح ہوتا ہے"۔

میمون بن مہران سے روایت ہے کہ انصار کے ایک آدمی کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر گزر ہوا، گوشت بھی لے کے جا رہا تھا، عن ميمون بن مهران أن رجلا من الأنصار مر بعمر بن الخطاب وقد تعلق لحما، فقال له عمر: ما هذا؟ قال: لحمة أهلي يا أمير المؤمنين، قال: حسن، ثم مر به من الغد ومعه لحم فقال: ما هذا؟ قال: لحمة أهلي قال: حسن، ثم مر به اليوم الثالث ومعه لحم، فقال: ما هذا؟ قال: لحمة أهلي يا أمير المؤمنين، فعلا رأسه بالدرة، ثم صعد المنبر فقال: إياكم والأحمرين اللحم والنبيذ فإنهما مفسدة للدين متلفة للمال[11] "حضرت عمر نے فرمایا: یہ کیا ہے؟ اس نے کہا: اے امیر المؤمنین یہ میرے گھر کے لئے گوشت ہے، آپ نے فرمایا: اچھا/ٹھیک ہے۔ دوسرے دن آپ پر گوشت کے ساتھ گزرا، آپ نے فرمایا: یہ کیا ہے؟ اس نے کہا: اے امیر المؤمنین یہ میرے گھر کے لئے گوشت ہے، آپ نے فرمایا: ٹھیک ہے۔ پھر تیسرے دن آپ پر گوشت کے ساتھ گزرا، آپ نے فرمایا: یہ کیا ہے؟ اس نے کہا: اے امیر المؤمنین یہ میرے گھر کا گوشت ہے۔ آپ نے اس کا سر درۃ سے مارا، پھر منبر پر آئے اور فرمایا: تم دو سرخ چیزوں سے بچو؛ گوشت اور نبیذ سے، کیونکہ یہ دین کو خراب کرتے ہیں اور مال کو ہلاک کرتے ہیں"۔

گوشت کا سالن تمام سالنوں میں زیادہ لذیذ اور مزیدار ہوتا ہے، اور جب اس کے کھانے پر مداومت اختیار کیا جائے تو انسان اس کا عادی بن جاتا ہے اور شراب کی طرح چسکہ رکھنے کی وجہ سے عادت بن جاتی ہے، اس لئے عمر رضی اللہ عنہ نے گوشت کے کھانے پر مداومت اختیار کرنے سے منع فرمایا، نیز آپ کو یہ خدشہ بھی تھا کہ انسان پھر شہوات اور لذتوں کا عادی بن جائے گا اور آخرت بھول جائے گا۔

اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اللہ کے حلال اور مباح کردہ شے کو ممنوع قرار دیا تھا ہر گز ایسا نہیں۔ عیش و عشرت اور خوش عیشی کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

"تم اپنے آپ کو حمام میں کثرت کے ساتھ نہانے سے بچاؤ، کثرت کے ساتھ نورہ (بال صفا) کو استعمال کرنے سے بچاؤ اور نرم بستروں کو استعمال کرنے سے بچاؤ کیونکہ اللہ کے بندے خوش عیش نہیں ہوتے"۔آپ خرچ کے تمام میدانوں میں خواہ کھانا ہو، پینے کی چیزیں ہو یا لباس وغیرہ ہو ہر چیز میں خوش عیشی سے بچنے کی دعوت دیتے تھے۔

آپ نے فرمایا: **امابعد! تم ازار باندھو اور رداء استعمال کرو اور خفاف اور سراویل چھوڑو اور تم اپنے باپ اسماعیل کے لباس کو لازم کرو** (إياكم والتنعم وزي العجم وعليكم بالشمس فإنها حمام العرب، وتمعددوا، واخشوشنوا، واخشوشبوا، واخلولقوا، وأعطوا الركب أسنتها، وانزوا نزوا، وارموا الأغراض[12] **"اور تم اپنے آپ کو عیش وعشرت والی زندگی اور عجمیوں کے لباس سے بچو اور سورج سے تپش لو کیونکہ یہ عرب کا حمام ہے، سخت موٹے کپڑے اور سادہ زندگی اختیار کرو"۔**

اس روایت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مقصود عرب کا طریقہ اختیار کرنے کی طرف دعوت دینا تھا جو سادگی والی زندگی سے عبارت تھی۔

قال عمر لبنيه: «لا تديموا أكل اللحم، ولا تلمظوا بالماء العذب، ولا تديموا لبس القميص»[13] **"آپ اپنے بیٹوں سے فرماتے: ہمیشہ گوشت مت کھاؤ اور میٹھے پانی کے ساتھ اپنے آپ کو لازم نہ کرو اور نہ ہمیشہ قمیص پہنو"۔** حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک بار یزید بن ابی سفیان کا پیٹ بغیر کپڑے دیکھا رأى عمر بن الخطاب يزيد بن أبي سفيان كاشفا عن بطنه، فرأى جلدة نقية، فرفع عليه الدرة، وقال: «أجلدة كافر؟» ، فقيل له: إن أرض الشام أرض طيبة العيش، فسكت[14] "آپ نے اس کا چمڑا صاف نرم دیکھ کر اس پر درہ اٹھایا اور کہا: کیا یہ کافر کا چمڑا ہے؟ کسی نے آپ سے کہا: کہ شام کی زمین گزر بسر کے لحاظ سے اچھی ہے، سو آپ خاموش ہوئے"۔

خرچ، صرف برائے ریا، شہرت اور تفاخر

کسی چیز کے خریدنے سے مقصد صرف دکھانے کے لئے یا تفاخر کرنے کے لئے ہو، صارف کو اس چیز کے خریدنے سے بالذات کوئی اور منفعت حاصل کرنا مقصود نہ ہو بلکہ دوسروں کی نظریں اپنی طرف متوجہ کرنا ہو۔اسلام میں ہر ایسا خرچ/صَرف منع ہے جس سے تفاخر اور ریاء مقصود ہو یا ایسا نفقہ جس کی بنیاد شہرت، عظمت اور دوسروں پر اپنے آپ کو بڑا ظاہر کرنے کے لئے کیا جائے، شریعت مطہرہ نے اس پر بہت زجر و توبیخ دی ہے۔

آپ ﷺ کا ارشاد ہے(أن رسول الله ﷺ قال: "كلوا، واشربوا، وتصدقوا، والبسوا، غير مخيلة، ولا سرف[15]")
"کھاؤ، پیو، صدقہ کرو اور پہنو بغیر تکبر اور اسراف کے"۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اقتصادی بصیرت میں اس کے متعلق بہت سی مثالیں پائی جاتی ہیں۔

1۔ حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کو کھانے کی دعوت دی گئی، دونوں نے دعوت قبول کی جب دونوں نکلے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ سے کہا: أن عمر بن الخطاب وعثمان بن عفان "دعيا إلى طعام فأجابا فلما خرجا قال عمر لعثمان: لقد شهدت طعاما لوددت أني لم أشهده قال: وما ذاك؟ قال: خشيت أن يكون مباهاة" [16] میں کھانے میں شریک ہوا لیکن کاش میں شریک نہ ہوتا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیوں؟ آپ نے فرمایا؛ خدشہ ہے کہ یہ سبب فخر و مباہات نہ بن جائے"۔

2۔ روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب شام آئے تو آپ کے لئے ایک نہایت عمدہ گھوڑا مہیا کیا گیا، لما أتى عمر الشام أتي ببرذون فركبه، فلما سار جعل يتخلج به، فنزل عنه، وضرب وجهه، وقال: لا علم الله من علمك! هذا من الخيلاء، ولم يركب برذونا قبله ولا بعده [17] "آپ اس پر سوار ہوئے جب وہ روانہ ہوا تو وہ آپ کو زور زور سے ہلانے لگا، اس پر آپ نیچے اترے اور اس کے منہ پر مارتے ہوئے فرمایا: اللہ تجھے کچھ سکھائے کسی نے تجھے یہ تعلیم دی ہے کہ تم اکڑ کر چلو، آپ اس سے پہلے اور بعد میں کبھی پھر کسی عمدہ گھوڑے پر سوار نہیں ہوئے"۔

دوسری روایت میں ہے قال: فأتي ببرذون فركبه، فجعل البرذون يحركه، فجعل عمر ﷺ يضربه ويضرب وجهه فلا يزيده إلا مشيا فقال سائس الدابة: ما ينقم أمير المؤمنين منه؟ ثم نزل فقال: ما حملتموني إلا على شيطان، وما نزلت عنه حتى أنكرت نفسي [18] "حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب عمدہ گھوڑے پر سوار ہوئے تو اس نے اکڑ کے چلنا شروع کیا آپ جتنا زیادہ اس کو مارتے اتنا ہی وہ زیادہ اکڑ کے چلتا پھر اس سے اتر گئے اور فرمایا: تم نے مجھ شیطان پر سوار کیا تھا میں اس سے اس وقت اترا جب دل میں برا سمجھا، میرے پاس میری سواری لے آؤ، پھر اس پر سوار ہوئے"۔

آپ عمال کو بھی عمدہ گھوڑے پر سوار ہونے سے منع کرتے تھے کیونکہ اس پر سوار ہونے سے تکبر اور دل میں فخر پیدا ہوتا ہے لہذا اس جیسے سواریوں پر سوار ہونے سے دل میں ایک برا اثر پیدا ہوتا ہے جس کی طرف خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اشارہ کیا (وما نزلت عنه حتى أنكرت نفسي)۔

اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عورتوں کو لباس کے بارے میں تنبیہ دی ہے کیونکہ عورتیں کپڑوں کی زیادہ اور قیمتی ہونے پر ایک دوسرے پر فخر کرتی ہیں اور قسما قسم مہنگی قیمتی کپڑوں کے بارے میں ایک دوسرے سے پوچھ کر خاوند سے مطالبہ کرتی ہیں

جو خاوندوں کے لئے ناقابل برداشت بوجھ بن جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا: (قال عمر بن الخطّاب رضي الله عنه: "استعينوا على النساء بالعري، فإن إحداهن إذا كثرت ثيابها وحسنت زينتُها أعجبها الخروج"[19])

خلاصہ بحث:

دوسرے معاشی نظام صرف و سرمایہ کاری کو خالصۃ مادی علم کے تناظر میں دیکھتا ہے جس کا مقصد بغیر کسی دینی اور اخلاقی پابندی کے انسان کی احتیاجات کی تکمیل کا طریقہ بتاتا ہے یا دولت کمانے اور خرچ کرنے کی راہیں سمجھاتا ہے یا محدود ذرائع سے لا محدود خواہشات پوری کرنے کا طریقہ تعلیم کرتا ہے اس میں کہیں اللہ کریم کو رزاق اور وسائل رزق مہیا کرنے والے کا ذکر نہیں ہوگا، کہیں محتاجوں کی مدد، اللہ کریم کی راہ میں خرچ کرنے کا ثواب بیان نہ ہوگا۔ جب کہ اسلام صرف اور خرچ کی ان تمام صورتوں کو جائز قرار دیتا ہے جن کے نتیجہ میں انسان ایک اوسط درجہ کی شستہ اور پاکیزہ زندگی گزار سکے، خرچ کرنے کے وہ تمام طریقے جو اخلاق اور معاشرے پر منفی اثرات مرتب کرتے ہوں ممنوع ہیں، مثلاً جوا حرام ہے، شراب پینے پر پابندی ہے، زنا اسلام کی نظر میں بہت بڑا جرم ہے، گانا بجانا، ناچ رنگ اور عیش و عشرت کے دوسرے ذرائع پر پیسہ ضائع کرنا بہت بڑی اخلاقی خرابی ہے۔ ریشمی لباس، سونے چاندی کے زیورات کا مردوں کے لئے پہننا، سونے چاندی کے برتن میں کھانا پینا ناپسندیدہ ہے۔ غرض انسان کے لئے بلند ترین اخلاق کا معیار یہ ہے کہ انسان جو کچھ کمائے اسے اپنی جائز اور معقول ضروریات پر خرچ کرے اور جو بچ جائے اس میں اپنے دوسرے مسلمان بھائیوں کو شریک کرے یا اپنے پیسے کو کسی جائز کاروبار میں لگا دے، گویا یا تو کمائی ہوئی دولت صرف ہو رہی ہو یعنی (Consumption) یا کسی جائز کاروبار میں لگائی جا رہی ہو (Investment) اسی طرح اپنی کمائی ہوئی دولت میں دوسروں کو شریک کیا جائے (یعنی انفاق فی سبیل اللہ، صدقہ وخیرات وغیرہ)۔ سرمایہ کاری کے لیے ضروری ہے کہ کمائی ہوئی دولت کا ایک حصہ بچتوں کی صورت میں رکھا جائے یعنی (Saving) لیکن اس صورت میں ایک سال کی مدت گزرنے پر زکوۃ کی ادائیگی کو فرض قرار دے دیا گیا ہے جو کہ معاشرے کی اجتماعی خزانے (یعنی بیت المال) میں جمع ہو اور یہ خزانہ ان تمام لوگوں کی ضروریات کا کفیل بن جائے جو معاشی جدوجہد میں حصہ لینے کے قابل نہیں ہیں (یعنی فقراء) یا اپنی پوری کوشش اور جدوجہد کے باوجود اپنا پورا حصہ حاصل کرنے سے محروم رہ جاتے ہیں یا اپنی ضروریات پوری نہیں کر پاتے یعنی مساکین اور ایک انسان اپنی پوری زندگی میں جائز ذرائع سے دولت کماتا ہے اس میں دوسروں کو بھی شریک بناتا ہے جو کچھ بچاتا ہے اس میں سے زکوۃ کی ادائیگی کا بندوبست کرتا ہے مرنے کے وقت اگر اس کے پاس دولت اور املاک موجود ہوتی ہے تو قانون وراثت کے ذریعے ان کی تقسیم کا اہتمام ہو جاتا ہے۔

حواشی وحوالہ جات

[1] ۔ ابن أبي الدنيا، إصلاح المال، ج1، ص105، حدیث نمبر358، محقق محمد عبد القادر عطا، ناشر موسسۃ الکتب الثقافیۃ بیروت لبنان، طبعۃ الأولی، 1414ھ۔

[2] ۔ عمر بن شبۃ (اسمہ زید) بن عبیدۃ بن ریطۃ، تاریخ المدینۃ لابن شبۃ، ج3، ص857، عام النشر 1399ھ۔

[3] ۔ أبو بکر بن أبي شیبۃ، عبد اللہ بن محمد بن إبراھیم، المصنف في الأحادیث والآثار، ج7، ص8، حدیث نمبر33837، محقق کمال یوسف الحوت، ناشر مکتبۃ الرشد الریاض، طبعۃ الأولی، 1409ھ۔

[4] ۔ القشیری مسلم بن الحجاج، الصحیح المسلم، ج3، ص1642، حدیث نمبر2069، محقق محمد فؤاد عبد الباقی، ناشر دار إحیاء التراث العربي بیروت۔

[5] ۔ علاء الدین علی بن حسام الدین، کنز العمال فی سنن الأقوال والأفعال، ج3، ص694، حدیث نمبر8486، موسسۃ الرسالۃ، طبعۃ الخامسۃ، 1401ھ۔

[6] ۔ عمر بن شبۃ (اسمہ زید) بن عبیدۃ بن ریطۃ، تاریخ المدینۃ لابن شبۃ، ج3، ص826۔

[7] ۔ ابن کثیر إسماعیل بن عمر، البدایۃ والنھایۃ، ج7، ص87، ناشر دار الفکر، عام النشر 1407ھ۔

[8] ۔ سورۃ طٰہٰ: 131

[9] ۔ أبو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر، الاستذکار، ج8، ص390، ناشر دار الکتب العلمیۃ بیروت، طبعۃ الأولی، 1421ھ

[10] ۔ مالک بن أنس بن مالک، الموطأ، ج5، ص1369، حدیث نمبر3450، حقق محمد مصطفی الأعظمی، ناشر موسسۃ زاید بن سلطان آل نھیان للأعمال الخیریۃ والإنسانیۃ أبو ظبی، طبعۃ الأولی، 1425ھ۔

[11] ۔ علاء الدین علی بن حسام الدین، کنز العمال فی سنن الأقوال والأفعال، ج5، ص522، حدیث نمبر13794۔

[12] ۔ الندوی علی أبو الحسن بن عبد الحی، ماذا خسر العالم بانحطاط المسلمین، ج1، ص247، ناشر مکتبۃ الإیمان، المنصورۃ مصر۔

[13] ۔ أبو بکر بن أبي شیبۃ، المصنف في الأحادیث والآثار، ج5، ص141، حدیث نمبر24530۔

[14] ۔ معمر بن أبي عمرو راشد، الجامع، ج11، ص86، حدیث نمبر19995، محقق حبیب الرحمن الأعظمی، ناشر المجلس العلمی باکستان، طبعۃ الثانیۃ، 1403ھ۔

[15] ۔ الشیبانی، أبو عبد اللہ أحمد بن محمد بن حنبل، مسند الإمام أحمد بن حنبل، ج11، ص295، حدیث نمبر6694، محقق شعیب الأرنؤوط، ناشر موسسۃ الرسالۃ، طبعۃ الأولی، 1421ھ۔

[16] ۔ علاء الدین علی بن حسام الدین، کنز العمال فی سنن الأقوال والأفعال، ج9، ص271، حدیث نمبر25981۔

[17] : الطبری محمد بن جریر بن یزید، تاریخ الرسل والملوک، ج3، ص610۔ دار التراث بیروت، الطبعۃ الثانیۃ 1387ھ۔

[18] ۔ عمر بن شبۃ (اسمہ زید) بن عبیدۃ بن ریطۃ، تاریخ المدینۃ لابن شبۃ، ج3، ص823۔

[19] ۔ أبو بکر بن أبي شیبۃ، المصنف في الأحادیث والآثار، ج4، ص53، حدیث نمبر17711۔